بچے کو والدین یا رشتہ دار کوئی چیز دیں، تو کیا وہ چیز کسی اور کو دے سکتے ہیں؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: Fsd-8164 تاریخ: 31-12-2022

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ والدین یا کوئی رشتہ دار بچے کو کوئی کھانے کی چیز، مثلاً: چاکلیٹ، بسکٹ وغیرہ یا کوئی اسٹیشنری میں استعمال کی چیز قلم، پینسل وغیرہ لے کر دیں اور بچہ وہ چیز آدھی کھا کر یا کچھ دیر تک استعمال کر کے چھوڑ دے اور اس کے خراب یا ضائع ہونے کا اندیشہ ہو، تو اس کے متعلق کیا حکمِ شرعی ہے؟ کیا والدین وہ چیز خود استعمال کر سکتے ہیں یا کسی دوسرے بچے کو دے سکتے ہیں؟ سائل: محمد ندیم (فیصل آباد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

نفسِ مسئلہ کا جواب معلوم کرنے سے پہلے ضروری تمہیدی گفتگو سمجھ لیجیے۔

نابالغ کو چیز دیتے وقت اِباحت یا ملکیت کی کوئی صراحت نہ کی جائے، تو ایسی صورت میں اس کا دار و مدار عُرف پر ہو گا اور اُصول یہ ہے کہ جب کسی چیز پر عُرف قائم ہو جائے اور عُرف و عادت کے خلاف صراحت موجود نہ ہو، تو عُرف فیصلہ کرنے والا ہوتا ہے اور ہمارے یہاں (پاکستان) میں عُرف یہ ہے کہ والدین یا کوئی رشتہ دار وغیرہ نابالغ بچے کو کھانے یا استعمال کی ایسی چیز دیتے ہیں، تو عمومی طور پر اس میں ملکیت وغیرہ کا تصور نہیں ہوتا، بلکہ بچوں کو یہ چیزیں مباح الاستعمال والانتفاع کے طور پر دی جاتی ہیں، یعنی بچوں کا ان اشیا کو استعمال کرنا اور ان سے نفع اٹھانا مباح ہونے کی حیثیت سے ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اُس چیز میں سے والدین خود بھی لے کر چکھ لیتے ہیں، دوسرے بچے کو دینا چاہیں، تو اسے بھی دے دیتے ہیں، یونہی استعمال کی چیزوں میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے، مثلاً: ایک بچے کی پینسل، ربڑ، وغیرہ ضرورتاً دوسرے بچے کو دے دیتے ہیں، الغرض تملیک مقصود نہیں ہوتی، بلکہ یہ چیزیں بچوں کے استعمال کے لیے مباح کی جاتی ہیں اور اِباحت کا حکم یہ ہے کہ جو چیز مباح کی جائے وہ دینے والے کی ملکیت پر باقی رہتی ہے، حتی کہ مباح لہ یعنی جس کے لیے چیز مباح کی ہو، اُس کے استعمال کے وقت بھی وہ چیز دینے والے کی ملکیت پر باقی ہوتی ہے۔

عُرف کی وجہ سے کسی چیز پر اباحت کا اطلاق کب کیا جائے گا، تقریبِ فہم کے لیے اس کی ایک فقہی نظیر ملاحظہ کیجیے، چنانچہ دو بھائیوں کے باہمی لین دین کے ایک معاملے کے متعلق کلام کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: "بالجملہ مدار عُرف پر ہے اور یہاں عُرف قاضیِ اباحت کہ جو بھائی باہم یکجا رہتے اور اتفاق رکھتے اور خورد ونوش وغیرہا مصارف میں غیریت نہیں برتتے، ان کی سب آمدنی یکجا رہتی ہے اور جسے جو حاجت پڑے بے تکلف خرچ کرتا اور دوسرا اس پر راضی ہوتا اور واپسی کا ارادہ نہیں رکھتا، نہ وہ آپس میں یہ حساب کرتے ہیں کہ اس دفعہ تیرے خرچ میں زائد آیا، اتنا مجرا دے، نہ صَرف کے وقت ایک دوسرے سے کہتا ہے، میں نے اس روپے سے اپنے حصے کا تجھے مالک کر دیا، بلکہ یہی خیال کرتے ہیں کہ باہم ہمارا ایک معاملہ ہے، جس کا مال جس کے خرچ میں آجائے، کچھ پروا نہیں **اور یہ عین معنی اباحت و تحلیل ہے، توجب تک اس کا خلاف دلیل سے ثابت نہ ہوگا، اباحت ہی قرار دیں گے۔** (فتاویٰ رضویہ، جلد16، صفحہ93، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اب اس مسئلے کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، اگر ہمارے مسئلے میں غور کیا جائے، تو ایسی معمولی کھانے یا استعمال کی چیز والدین بچوں سے بلا تکلف لے لیتے ہیں اور دوسرے بچوں کو بھی دے دیتے ہیں، الغرض ہر طرح تصرف کر لیتے ہیں، عُرف میں یہی رائج ہے اور یہ بات اِباحت کو ثابت کرتی ہے، لہٰذا جب تک صراحت نہ پائی جائے، نابالغ کو دی جانے والی کھانے اور اسٹیشنری کی چیزوں کے متعلق اباحت کا ہی حکم ہوگا۔

اس تفصیل کی روشنی میں سوال میں بیان کی گئی صورت کا متعین جواب یہ ہے کہ جو چیز والدین نے نابالغ بچے کو دی اور دیتے وقت مالک بنانے کی کوئی صراحت بھی نہ کی اور بچے نے کچھ کھا کر یا استعمال کر کے چھوڑ دی، تو والدین اسے خود بھی استعمال کر سکتے ہیں اور کسی اور کو بھی دے سکتے ہیں، اِسی طرح جو چیز کسی رشتہ دار نے دی ہو اور اُس میں دینے والے کی صراحتاً یا دلالۃً اجازت موجود ہو، تو اس میں بھی تصرف کر سکتے ہیں، کیونکہ جو چیز مباح کی جائے، وہ مباح کرنے والے کی ملکیت پر باقی رہتی ہے۔

(تنبیہ) بیان کردہ حکم اس صورت میں تھا، جب صراحت نہ کی جائے، البتہ اگر بچے کو دیتے ہوئے تحفہ، ہبہ وغیرہ کی صراحت کر دی جائے اور بچے کو مالک بنانا ہی وہاں عرف و مقصود ہو، تو ایسی صورت میں بچہ اس کا مالک ہو جائے گا، کیونکہ اُصول یہ ہے کہ: "الصریح یفوق الدلالۃ" یعنی صراحت دلالت پر فوقیت اور ترجیح رکھتی ہے، لہٰذا ایسی صورت میں حکم شرعی یہ ہوگا کہ وہ چیز اب بچے کی ہے، نہ تو وہ خود کسی کو دے سکتا ہے اور نہ ہی اس کے والدین کسی کو دے سکتے ہیں، البتہ اگر اس کے پڑے رہنے سے خراب یا ضائع ہونے کا اندیشہ ہو، تو شریعتِ مطہرہ نابالغ کے مال کو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے بچے کے والد کو بیچنے یا خود خریدنے کی اجازت دیتی ہے، لہٰذا بیان کردہ صورت میں بچے کا والد وہ چیز مثلی قیمت پر کسی کو بیچ دے یا خود خرید لے اور خریدنے کے بعد وہ مالک ہے، چاہے تو اسے استعمال کر لے یا کسی اور کو دے دے، پھر اس چیز کی رقم محفوظ کر لے یا بچے کے کسی کام میں خرچ کر دے، مثال کے طور پر بچے

کی حقیقی ملکیتی کوئی چیز چالیس روپے کی تھی، اب بچے نے آدھی کھا کر چھوڑ دی اور پڑے رہنے سے وہ ضائع ہو جائے گی، تو بچے کا والد پچیس، تیس روپے میں (جو بھی قیمت بنتی ہو) وہ چیز خود لے لے اور اس کی رقم محفوظ کر لے یا بچے کی کسی ضرورت میں خرچ کر دے۔

اب بالترتیب جزئیات ملاحظہ کیجیے:

نابالغ بچے کو چیز دیتے ہوئے ملکیت وغیرہ کی صراحت نہ کی گئی، تو اس کا دار و مدار عُرف پر ہو گا اور عُرف سے ثابت ہونے والے احکام کے متعلق اُصول بیان کرتے ہوئے شمس الائمہ، امام سَرَخْسِی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:483ھ/1090ء) لکھتے ہیں:"والعادة تجعل حكما إذا لم يوجد التصريح بخلافه" ترجمہ: اور جب عُرف وعادت کے خلاف صراحت موجود نہ ہو، تو اسے مختلف اقوال میں حَکَم و فَیصل قرار دیا جائے گا۔

(شرح السیر الکبیر، باب الامان، جلد1، صفحہ208، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ ابنِ عابدین شامی دِمِشقی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:1252ھ/1836ء) لکھتے ہیں:" وفی " شرح البیری " عن "المبسوط":الثابت بالعرف كالثابت بالنص" ترجمہ: علامہ بیری کی شرح اشباہ میں مبسوط کے حوالے سے ہے کہ عرف سے ثابت شدہ حکم نصِ شرعی سے ثابت شدہ حکم کی طرح ہے۔ (شرح العقود رسم المفتی، صفحہ75، مطبوعہ کراچی)

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں:"والعرف قاض" ترجمہ: اور عُرف فیصلہ کرنے والا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد3، صفحہ49، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

اور ہمارے عُرف میں والدین وغیرہ بچے کو جو چیز دیتے ہیں، اس میں ملکیت کا تصور نہیں ہوتا، لہٰذا اس میں اِباحت کا حکم ہو گا اور اگر بچہ اس کو چھوڑ دے، تو دینے والا اس میں تصرف کر سکتا ہے، کیونکہ مباح کی گئی چیز مالک کی ملک پر باقی رہتی ہے، چنانچہ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت احمد رضا خان رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں:"ہبہ کہ تملیک بلا عوض ہے، بخلاف **اباحت کہ شَے مِلکِ مالک ہی پر رہتی ہے، اُس کی اجازت سے صَرف کی جاتی ہے۔**" (فتاویٰ رضویہ، جلد4، صفحہ76، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

مزید ایک مقام پر امامِ اہلِ سنّت رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں:"يصرحون في غير ما موضع ان المباح له انما يتصرف على ملك المُبيح، لاحظ له من الملك اصلا" یعنی بہت سے مقامات پر علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں: جس شخص کے لیے کوئی چیز مباح کی جائے، تو وہ اس کو مباح کرنے والے کی ملکیت پر ہی استعمال کرتا ہے، اس (مباح لہ) کا ملکیت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔" (فتاویٰ رضویہ، جلد20، صفحہ541، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

تنبیہ میں بیان کیے گئے حکم کے متعلق جزئیات:

اگر نابالغ کو چیز دیتے وقت ملکیت کی صراحت کر دی، تو عُرف کا اعتبار نہیں ہو گا، چنانچہ شمس الائمہ، امام سَرَخْسِی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی

عَلَیْہِ لکھتے ہیں:" فأما عند وجود التصریح بخلافه یسقط اعتباره "ترجمہ: بہر حال جب عرف کے خلاف صراحت پائی جائے، تو عرف کا اعتبار نہیں ہو گا۔ (شرح السیر الکبیر، باب الامان، جلد1، صفحہ208، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اسی طرح عامۂ کتب فقہ میں اُصول موجود ہے:" الصريح يفوق الدلالة أعني العرف "ترجمہ: صراحت، دلالت یعنی عُرف پر فوقیت رکھتی ہے۔ (ردالمحتار مع الدرالمختار، کتاب النکاح، باب المھر، جلد4، صفحہ281، مطبوعہ کوئٹہ)

اور جب نابالغ کو مالک بنا دیا، تو نہ وہ خود کسی کو دے سکتا ہے اور نہ بلا حاجت والدین اس میں سے کچھ لے سکتے، کیونکہ جس تصرف سے نابالغ کو محض نقصان ہو، وہ نہ تو خود کر سکتا ہے، نہ ہی اس کا ولی کر سکتا، چنانچہ تنویر الابصار و در مختار مع رد المحتار میں ہے، وبین القوسین عبارۃ ردالمحتار:" وان ضار کالطلاق و العتاق و الصدقۃ و القرض ،لا و ان اذن به ولیهما (و کذا لاتصح من غیرہ کابیه و وصیه و القاضی للضرر "ترجمہ: اور اگر بچہ یا معتوہ ایسا تصرف کریں، جس سے اُنہیں محض ضرر ہو ، جیسے طلاق دینا، غلام آزاد کرنا، صدقہ کرنا یا قرض دینا، تو یہ تصرف صحیح نہیں ہے، اگرچہ ان کا ولی اس کی اجازت دے، اسی طرح اگر یہ تصرفات بچے کا غیر کرے، جیسے اس کا باپ، وصی یا قاضی، تو ضرر کی وجہ سے تب بھی درست نہیں۔

(الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب المأذون، جلد9، صفحہ291، مطبوعہ کوئٹہ)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں:" نابالغ کے تصرفات تین قسم ہیں: ضارّ محض جس میں خالص نقصان ہو یعنی دنیوی مَضرَّت ہو، اگرچہ آخرت کے اعتبار سے مفید ہو، جیسے صدقہ و قرض، غلام کو آزاد کرنا، زوجہ کو طلاق دینا، اس کا حکم یہ ہے کہ ولی اجازت دے، تو بھی نہیں کر سکتا، بلکہ خود بھی بالغ ہونے کے بعد اپنی نابالغی کے ان تصرفات کو نافذ کرنا چاہے نہیں کر سکتا، اس کا باپ یا قاضی ان تصرفات کو کرنا چاہیں، تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔"

(بہار شریعت، جلد3، حصہ15، صفحہ204، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

نابالغ کی چیز میں سے بلا حاجت والدین کو خود کھانے کی اجازت نہ ہونے کے متعلق الاشباہ والنظائر میں ہے:" اذا أهدی للصبی شئ وعلم انه له فلیس للوالدین الاکل منه لغیر حاجة "ترجمہ: اگر بچے کو کوئی چیز ہدیہ کی گئی اور معلوم ہے کہ وہ اسی کے لیے ہے، تو والدین اس میں سے بلا حاجت نہیں کھا سکتے۔

(الاشباہ والنظائر، احکام الصبیان، صفحہ26، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

نابالغ کی مملوکہ چیز کسی اور کو دینے کی اجازت نہ ہونے کے بارے میں علامہ علاؤالدین حصکفی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:1088ھ/1677ء) لکھتے ہیں:" ولا یجوز ان یھب شیئا من مال طفله "ترجمہ: والد کے لیے یہ جائز نہیں کہ اپنے نابالغ بیٹے کے مال میں سے کسی کو کچھ تحفۃً دے۔ (الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب المأذون، جلد8، صفحہ583، مطبوعہ کوئٹہ)

نابالغ کی ایسی چیز جس کے پڑے رہنے سے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو، تو بچے کے حفظِ مال کی خاطر، اُس کے والد کو بیچنے کی اجازت ہے، چنانچہ علامہ ابنِ عابدین شامی دِمشقی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں:"وحاصله أن المنقول مما يخشى هلاكه فللأب بيعه حفظاله" ترجمہ: اور حاصلِ کلام یہ ہے کہ نابالغ کی ایسی منقولی اشیاء جن کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو، ان کی حفاظت کی خاطر والد کا ان کو بیچنا جائز ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار، باب النفقه، مطلب في نفقة الاصول، جلد 5، صفحه 374، مطبوعه کوئٹه)

اور والد کا خود خریدنا بھی جائز ہے، چنانچہ علامہ محمد بن محمود اُسْتَرُوْشَنی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:632ھ/1234ء) فتاوی صغریٰ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:"وفی الاب افتینا بظاهر الرواية انه يملك ان يبيع ماله من ابنه او يشترى مال الابن لنفسه بشرط الا يتضرر به الصغير فلو باع بمثل القيمة او اشترى بمثل القيمة يجوز" ترجمہ: باپ کے بارے میں ہم نے ظاہر الروایہ پر فتوی دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ **باپ کو اختیار ہے، چاہے وہ اپنا مال بچے کو بیچ دے یا بچے کا مال خود خرید لے، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ بچے کا اس میں نقصان نہ ہو،** لہٰذا اگر مثلی قیمت کے بدلے مال بیچا یا مثلی قیمت کے بدلے بچے کا مال خریدا، تو یہ جائز ہے۔

مزید اِسی میں لکھتے ہیں:"فلو باع الاب او الوصی عروض الصغير بمثل القيمة يجوز ...الا ان الاب اذا كان مفسدا وباع متاع الصغير فالجواب فيه ما ذكرنا ان فيه روايتين" ترجمہ: اگر باپ یا وصی نے بچے کا (منقولی) ساز و سامان مثلی قیمت پر فروخت کیا، تو یہ جائز ہے اور اگر باپ مُفْسِد ہو اور وہ بچے کا سامان فروخت کرے، تو اس کا جواب وہی ہے، جو ہم نے ذکر کیا کہ اس میں دو روایتیں ہیں۔ (احکام الصغار، مسائل البیوع، صفحه 186، دار الکتب العلمیه، بیروت)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

07 جمادی الاخری 1444ھ/31 دسمبر 2022ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے